ایجانب

سال بھر سے تھا جہاں کو جس کا شوق

دس ہی دن میں وہ دسہرا ہو گیا

دسہرہ کے دس دن بھی کیا اچھے ہوتے ہیں۔ کہ کھانے کو بازار میں ہر نعمت میسر آجاتی ہے۔ نئی ترترکاری۔ نیا میوہ۔ نئی پان سپاری۔ اور دیکھنے کو راجندر جی رگھبیرجی کی سواری۔ اگلی جنگوں کے چربے بھی دسہرہ میں ہی دیکھنے میں آجاتے ہیں۔ ورنہ اس زمانہ میں جب کہ نئے نئے آلات حرب نکل آئے ہیں۔ اور ایسے کہ ایک ہی دہماکے میں لشکر کا لشکر تہس نہس۔ کون کس کو جتاتا کہ اگلی لڑائیاں ایسی ہوتی تہیں۔ یوں ایک ایک کے مقابلہ میں ایک ایک آیا کرتا تہا۔ اور عمر بہر کے اپنے سارے جوڑ بند ڈہیلے کر دیا کرتا تہا۔ سارا لشکر فوج فراکنکوے کے پچھلے کی طرح ایک کے پیچھے رہا کرتا تہا۔ ہر شخص کی لڑنے اور شجاعت کی داد لینے پر سال بہکی پڑتی تہی۔ اور جس کی تقدیر کہل جاتی تہی اوجہلتا کو دنیا ہی کہتا پہرتا تہا۔ ؎

جو کام کیا ہم نے وہ رستم سے نہ ہوگا

کعبے چلے ہین ہم صنم بت خانہ چھوڑ کر

ایجانب نے چلتے پہرتے سن لیا تہا کہ اب کے حج اکبر ہوگا۔ پہر کیا تہا ایک رنگیلا چہرہ کا آتا تہا۔ اور ایک جاتا تہا کہ ہم کیوں غافل بیٹھے ہوئے ہیں۔ سنا چکے پیر غیب سے مدد مانگنے کے لئے مجنوں کے ٹیلے کے آس پاس جا کہڑے ہوئے۔ اور لگے پکارنے۔

اب کے حج ہو تو پہر تیرے کلہڑے بہر دون دہی

ان کے چلے جاتے ہی نو حج لے کر سونگھنے کو تیت پڑ گئے۔ یہاں پیسہ نہ ہر کہانے کو پاس نہیں۔ پنچیا چہٹا سر پر پاؤں رکہ کے بہاگے۔ بہاگا بہاگ گہر میں آگے۔ مرمت۔ گیروے کپڑے اور کفنی سلوانے بیٹھ گئے۔ جب لیس ہو گئے۔ تو بات نہ بنی ہوئی۔ بڑھیا بڑبڑا اٹہی کے مصداق ہو بیٹھی کے۔ دن چلے جاتے ہیں۔ زاجستہ حالی بنی پہر نکلے۔ تو کسی کہنے والے نے

کہا کہ عدن وغیرہ کے بار سلطانی جائز حکام نے نئے ادھم اور ٹیکس ٹیکسوں کی بیخ لگار کہی ہے۔ کم سے کم پانسو کی کوری تہیلی بغل میں ہو تو دے لے کے آگے جائیے۔ اب کاٹو تو بدن میں خون نہیں۔ جو کر پاس سیر بہی پورا اور ترے بمرف بمبئی کا حج کر کے اسٹیاوں مانجہے کہاتے ہوئے اپنے گہر کو آگئے۔ ؎

بہر جو سوں ان پیروں کو جنہوں نے بے سفر خرچ کے سفر سے بچایا ورنہ آگے جا کے بری بنتی۔ خیر جی اس سے یہ تو غلط ثابت ہو گیا کہ کہا کرتے تہے بہکر دو مسلمانوں کو مانگے تانگے کو ڈیوں میں حج نصیب ہو جاتا ہے۔ سچ ہے کہ ؎

لطف بے زر نہیں ہوتا ہے میسر حاصل

بارہ ماشہ کا یہاں چاہیے پیڑا کانے کو

اگر ہماری گورنمنٹ انگلشیہ کی عنایت سے حجازی بیجا ٹیکسوں کی بیخ جاتی رہی تو آگے کسی سال چل پڑیں گے۔ حج اکبر نہ سہی۔ حج اصغر ہی سہی۔ زندگی ہے تو عمر بہر کا یہ ایک مرحلہ بہی لشٹم پشٹم طے ہو جائے گا۔ اب نہ جائیں گے تو کونسا قاضی ہم سے گلہ کرنے آئے گا۔ اور نہیں تو کسی کا بل سے حج بدل کے بدلے رقم اینٹھ لیں گے۔ اور چل کھڑے ہوں گے کہ ہم خرما ہم ثواب۔

دنیا میں ایسے دڑیک بہت سے ملیں گے۔ کہ آپ نہیں کرتے اوروں سے کراتے ہیں۔ کسی ایسے رئیس کو ساؤ نہ کر ہی لیں گے۔ اور وہ ہو بہی جائے گا۔ کیونکہ ایجانب ایک مرتبہ قسم کہانے کو بمبئی تک کا حج کر بہی آئے ہیں۔ اب کسی کو خصوصاً توکل باز۔ عمر رسیدہ تانگہ رنڈی کو ہم سے کرانے میں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ ہائے پہلے تو رنڈی بہڑوؤں کو بند کہول کے سب کچھ چٹا دیا۔ اب حج کے اخراجات کے واسطے بہی اپنی بغلیں جہانک رہے ہیں۔ اور دوسری سونے کی چڑیاؤں کی جیبیں تاک رہے ہیں۔ حضرت فضول خرچی کے بہی مزے ہیں۔

یکجائی رحمت و زحمت

وہ بہی اس موسلا دہار نزول باران نے قحط سالی کی عالم سوز آگ کو جہان کی دہار پر ایسا مارا کہ واہ جی واہ۔ وہ فائر بمپ کا کام دیا کہ حسل وجبل دو چار ہی دن میں سارا ہندوستان ٹہنڈا پڑ گیا۔ دلی میں تو یہ رحمت باری بعض اہل جائداد کے لئے زحمت۔ اور کل دراج مزدوروں کے لئے رحمت ہو گئی

یاران ہم قالب

عید رمضان

صد شکر آسمان پہ نکلا ہلال عید ۔ اے دوستو تمہیں ہے مبارک یہ فال عید
چمکا ہے چاند سا جو رخ بے مثال عید ۔ ہر انجمن میں ہوتا ہے ذکر جمال عید
دل میں دلا رہا ہے ہمارے خیال عید ۔ جھک جھک کے کر رہا ہے اشارے ہلال عید
بے شک کہ عید فضل مکان سرور ہے ۔ شادی سے سرخ رو شفق ہے ہلال عید
صد نظر کے ڈھونڈ لیا آخرش اسے ۔ ہم دیکھتے تھے پہاڑ کے آنکھیں ہلال عید
منظور تھا اسے کہ نہ دید ہلال ہے ۔ ہر سمت دوڑا پھرتا تھا پیک خیال عید
رہتا تھا روز مسئلۂ عید زیر بحث ۔ دلچسپ ان دنوں تھا جواب سوال عید
خوش ہو کے روزہ دار اٹھے فرش خواب سے ۔ جلوہ فگن ہو تھا سحر بے مثال عید
فرط فرح سے بوڑھے جوان شادماں ہیں آج ۔ ہوتا نہ کل جو چاند تو تھا احتمال عید
کوئی وہاں نماز کو جاتا ہے عیدگاہ ۔ یہاں کوئی محو سجدۂ حسن جمال عید
کوئی ہلال غرہ کوئی تیرہویں کا چاند ۔ بن ٹھن کے آج نکلے ہیں سب جمال عید
زاہد ہے مے سرور سے سرمست وجد ہے ۔ ہے شیخ عین حال میں بن تنکے حال عید
ہر بزم میں ہے ذکر سرور نشاط کا ۔ ہے سب کے گھر میں تذکرۂ قیل و قال عید
افیونی کہا کے افیون بھی ہنس ہنس کے کہتا ہے ۔ اخاہ دو جہان میں نہیں کہ مثال عید
آئی جو یہ تو حضرت رمضان سرک گئے ۔ نکلی سڑک عیاں ہوا کشف کمال عید
عسرت ہے عشرت اور مصیبت خوشی کا نام ۔ عیش و نشاط سے کہیں بہتر ہلال عید
بارے نشاط و عیش کا پھل ہاتھ لگ گیا ۔ آئی بہار ہو گیا مثمر نہال عید
رمضان میں بھوکے پیاسے رہی ہم جو مدتوں ۔ دیتی ہے داد کھائے کھلا نیکی دال عید
بستر پہ گم گشتہ تھے رمضان سے رات دن ۔ نکلا ہلال کھل گیا عقدہ محال عید
روزہ میں جنہے صدمہ ہجران اٹھائے خوب ۔ او جبل ہوا فراق ہو جب وصال عید
دعا میں جو سنتے ہیں شبرات ہی کا ذکر ۔ دلدادہ ہم ہیں عید کے سنتے ہیں حال عید
دوگانہ خدائے یگانہ ادا کریں ۔ بہر زمانہ بس ہے یہی اک مآل عید
رنج و غم و الم کا کہیں بھی پتہ نہیں ۔ آئی جو عید ہو گئے سب پائمال عید

عباس ہم تو ان سے گلے مل کے شاد ہیں
ہے غیر کا گلا تہہ تیغ ہلال عید

دعا

اسعد ہو مرزا صاحب عالی وقار کو ۔ یا رب بہتے ذریع مبارک خصال عید
یا رب مبارک الفضل الاخبار کے لئے ۔ عزت و خوشی بہرہ مسرت بہ سال عید
ہر رات شب برات بنے دہلی نچ ہو ۔ وقت سحر ہو روز مبیب جمال عید

صدقے میں شاعران مقدس کلام کے
عباس ہم کو بھی ہو مبارک یہ سال عید

راقم ۔ عباس داز سیسی

ہت تیری دم میں کھجور کا درخت

جناب اڈیٹر صاحب ۔ تسلیم

لیجئے یہاں کے بنیوں کا تو فیصلہ ہو گیا۔ بہت زور مارا مگر کچھ نہ چلی بیچارے بہت پیٹا کر رہ گئے۔ ستار نذر بانٹے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ مبشرہ ہوا ن دھار ہو گیا۔ سارے ارمانوں پر پانی پھر گیا۔ واہ رے اللہ تیری قدرت کا کیا کہنا۔ ابھی کیا تھا اور کیا ہو گیا۔ یا تو وہ خشک سالی کہ جس طرف نظر اٹھائیے۔ سوائے خاک دھول کے سبزی کا نام نہیں۔ دھوپ کی وہ شدت کہ الامان۔ چاند ٹکڑے ہو جائے۔ جو سیاہ رنگ تھے۔ اُن کے کیا کہنے۔ اوپر سے گویا گلنار پوت دیا جن کو اپنے رنگ و روغن پر ناز تھا۔ اُن کی یہ حالت گویا بھاڑ سے نکلے چلے آ رہے ہیں۔ سر سے پیر تک سیاہ چادر کا برقع پڑا ہوا ہے۔ عجیب حالت۔ عجب کیفیت۔ مگر قربان تیری شان کے چشم زدن میں کیا سے کیا کر دیا۔ نہ وہ دھوپ۔ نہ وہ شدت۔ نہ وہ گرد۔ نہ وہ غبار۔ پیاری پیاری گھنگھور گھٹائیں۔ دھوپ پر آسمانی پردہ پڑا ہوا۔ بادلوں کی گرج۔ بجلی کی تڑپ۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکے۔ بس کچھ نہ پوچھو ادر ارا۔ اللہ جانے وہ تکلف کہ بس ہاں۔ کبھی تو جورو بغل میں۔ اور کبھی خالی چارپائی۔ رات بھر یہی مشغلہ۔ بہر حال پوبارہ کا مضمون ہے۔

اس سے پہلے تو یہ تو جس وقت ستمبر کا خیال آ جاتا ہے۔ ملک الموت آنکھیں دکھاتا ہے۔ بے ساختہ موہنہ سے توبہ یا اللہ نکل جاتا ہے پناہ بخدا کیا وقت تھا جس کو دیکھئے۔ گلی کو دیکھئے دو چار لاشیں بے گور و کفن پڑی ہیں عالت یہ کہ آنکھیں بیٹھی ہوئی موہنہ کھلا ہوا پیٹ ضرورت سے زیادہ

سوکھا ہوا جسم ہین سوائے پوست اور استخوان کے گوشت کا نام نہین۔ (جیسے پہیر سوکہہ جیسے کہونٹی پر اچکن ٹانگ رکہی ہو جس وقت یہ ڈہانچہ خواب مین نظر آجاتا ہے۔ مارے خوف کے رونگٹے کہڑے ہو جاتے ہین۔ کبہی چارپائی کے نیچے۔ کبہی اوپر۔ جورو علیحدہ بیزار۔ آنکھ لگی اس ڈر مین ناحق مرد بنائے گئے۔ عورتون سے زیادہ ہو گئے۔ نگوڑا سونے نہیں دیتا بچے یہان تڑپ کے مارے سہمے ہوئے۔ اور وہان جورو جان کی غل۔ خدا کی پناہ۔ توبہ! الامان الحفیظ۔

خیر جانے دیجئے۔ جن حضرات نے سنہ ۱۹۰۹ء کا ہیر پہیر ملاحظہ فرمایا ہوگا۔ کہہ سکتے ہون گے کہ میرا کہان تک حق بجانب ہے۔ بہرحال عجیب زمانہ بہیانک زمانہ تہا۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر ہماری گورنمنٹ عالیہ ہم لوگون کو بہی آغوش محبت مین نہ لیتی۔ تو شاید بلکہ یقیناً ہم بہی کوئی مدت آپا کر چکے ہوتے۔ اور کبہی کا ؛

حضرت قحط نے بہت زیادہ ہاتہہ پیر پہیلائے تہے۔ کہ اُن کی سرکوبی کے لئے ہماری ہمدرد عالی ہمت گورنمنٹ نے سینکڑون ہنسریٹیکار مقرر کر دئے جنہون نے فوراً ہی دو چار سالون مین ان کا موہنہ کالا کر کے دنیا سے بارہ پتھر باہر نکال دیا اور وعدہ لے لیا۔ کہ اب کبہی اس طرف کا رُخ نہ کرینگے۔ بلکہ مُڑ کر بہی نہ دیکہین گے ؛

آٹہہ دس برس تو چین سے گزرے۔ مگر سنہ ۱۹۱۰ء کے ۹-۱۰ گیارہ ہوجانے سے مغرب وعدہ کو توڑ گئے بہول۔ سمندر کے اس طرف ہفتہ بہر پاس شروع کرنے کو پورے دو ماہ کی بارش تو ہضم کر ہی بیٹہے۔ ڈکار کیا سنئے۔ ایک قطرہ بہی موہنہ سے گرنے نہ دیا۔ گویا اس کا خاتمہ کر کے مویشیون پر ہاتہہ صاف کر بیٹہے تہے۔ اللہ نے خیر کی ؛

بیچارے کسانون کا برا حال۔ کوئی دم توڑ رہا ہے۔ کوئی سسک رہا ہے۔ کوئی حسرت بہری نگاہون سے آسمان کو تک رہا ہے۔ بستی کے لوگ آبادی کے باہر جا جا کر دعائین مانگ رہے ہین۔ نمازین پڑہی جا رہی ہین اگر کہین بہی ابر کا ٹکڑا اٹہا ہوا دیکہا۔ کچھ نہ پوچہو۔ جان مین جان آگئی۔ دل کا کنول کہل گیا ؛

خداوند تعالےٰ نے زمانہ دارون کی فریاد سُن لی۔ اور باران رحمت کی تابڑ توڑ ایسی۔ وہ درگت کی کہ حضرت بہیگی بلی کی طرح میرا کلاب کی بہیگی والی نالی سے دم دبا کر نو دو گیارہ ہو گئے۔ خدا ان کا موہنہ کالا کرے ؛

۱۷۔ اگست سے اس وقت تک وہ مزید بارش ہوئی کہ کیا کہئے ہین تقریباً ۹-۱۰ انچہ بارش ہو چکی ہے اور ابہی امید ہے۔ روزانہ دوپہر سے آسمانی گرنے چہاٹا کرتے ہین۔ کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی لوگ پریشان ہو گئے۔ اب تو یہ کہتے ہین کہ اگر آہستہ دس روز کہلا رہے تو بہتر ہے۔ حالت فصل نہایت اچہی ہے۔ مویشی خوش ہین۔ البتہ مینڈکون کی حالت ناگفتہ بہ ہے ؛

راقم۔ ہنسریٹیکار

آڑا اڑا اڑا ۔ دہڑام

کنوار کا مہینہ ہے۔ صبح کا سہانا وقت ہے۔ درختون کے پتون پر کہین کہین دہوپ معلوم ہوتی ہے۔ اکثر مرد اور عورتین دہوتی اور لوٹا ڈوری وغیرہ لے کر رام گنگا اشنان کو جا رہے ہین۔ زاغ اپنے بچون کا پیٹ بہر رہے ہین۔ جب وہ اڑ جاتے ہین۔ تو بچے اُن کا پیچہا پکارتے ہین۔ سڑکون پر خاکروب صفائی کر رہے ہین۔ ایک مکان کے دروازہ پر ایک جنٹلمین کہڑا ہوا ببول کی داتون (مسواک) کر رہا ہے۔ کبہی کبہی خالی ہاتہہ سے مونچہون کو تاؤ دیتا ہے۔ برابر کے مکان سے ایک پردیسی نکلا جس کے ہاتہہ مین بہی داتون معلوم ہوتی ہے۔ اور اب وہ اس جنٹلمین کی طرف کو خراماں خراماں آنے لگا۔

پردیسی۔ آداب عرض ہے۔ **جنٹلمین**۔ بندگی۔!

پردیسی۔ حضرت رات تو خوب قہقہے اُڑا رہے تہے۔ ہم بہی برابر کے کمرے سے سب سُن رہے تہے ؛

جنٹلمین۔ حضرت رات کی کیا پوچہتے ہو۔ یہان تو ہنستے ہنستے پیٹ مین بہی بل پڑ گئے ؛

پردیسی۔ بہئی تو کیا معاملہ تہا۔؟

جنٹلمین۔ دوست کل تو خوب اڑا اڑا دہڑام ہوئی۔ خیر ہو گئی ورنہ کیا ٹھکانا تہا ؛

پردیسی۔ ارے یار کیا اڑا اڑا دہڑام کیسی کہ اس۔ کبہی جو سُن کی بہاری لغش اس کے عزیزون کے کاندہے پر سے اڑا اڑا دہڑام۔ یا کوئی ناؤ بے تعداد بہیون سے بہری ہوئی دریا مین اڑا اڑا دہڑام۔ یا کوئی پتنگ اڑانے والا لڑکا چہت پر سے اڑا اڑا دہڑام۔ یا کوئی تیرنے والا

بلی پر سے دریا میں اڑا اڑا اڑا دھڑام - کیا کوئی عیاش رنڈی کے زینہ سے اڑا اڑا اڑا دھڑام - کیا کہیں بجلی اڑا اڑا اڑا دھڑام - یا کوئی ستارہ آسمان سے اڑا اڑا اڑا دھڑام - یا کوئی گلہری درخت سے اڑا اڑا اڑا دھڑام - یا سڑک پر کوئی بھاری توندوالا - اڑا اڑا اڑا دھڑام - کیا کوئی عالی شان مکان زیادہ برسات میں اڑا اڑا اڑا دھڑام ؟

جنٹلمین حضرت تم بھی عجیب عقلمند ہو - امسال ایسی بارش ہی کہاں ہوئی ہے جو ایسی وارداتیں ہوتیں - اب چندروز سے غنیمت ہے جو کچھ بارش ہو جایا کرتی ہے ۔

پردیسی - تو کیا کوئی اناڑی کسی عربی گھوڑے پر سے اڑا اڑا اڑا دھڑام - یا کسی مراد آبادی یکہ پر سے سواریاں اڑا اڑا اڑا دھڑام ۔

جنٹلمین حضرت یکے تو یہاں کے واقعی قابل تعریف ہیں - کبھی کسی کا بہارکس ٹوٹتا ہے کبھی کسی کی بم ٹوٹتی ہے - وغیرہ وغیرہ - اگر سواری کے کپڑے بچ گئے تو غنیمت ہے ورنہ تار تار ۔

پردیسی - اچھا تو کیا اڑا اڑا اڑا دھڑام - کچھ کہو گے بھی - تم تو جناب ہو ہی - ہم کو بھی جناب بناؤ گے ۔

جنٹلمین شاید آپ نے مکان کا سیل ہی نکلوایا ہے - ذرا غور سے سنئے - رات ہم دو مہمانوں کے ساتھ گول میز لگائے ہوئے کرسیوں پر ڈٹے ہوئے تھے - دو پہر دو رہا ؤس آف لارڈس وسکی کے چل رہے تھے یہاں تک کہ تینوں بوتلیں ختم ہو گئیں - اور لاؤ کے سوا دوسرا لفظ نہ تھا - مہمانوں کی خاطر لازم آئی - کیش بوکس کھولا جس میں سے ایک نوٹ سو روپے کا اور ڈہائی روپے نقد برآمد ہوئے - اگر سوا تین ہوتے تو ہوس آف لارڈس کی بوتل منگاتے - گو اس وقت ہم الو تو تھے ہی - مگر ایسے نہ تھے کہ نوکر کو نوٹ دیدیتے - آخر یہ رائے قرار پائی - کہ انیکور وسکی منگائی جائے - اور نوکر کو ڈہائی روپے دے کر میسرس شام لال اینڈ کمپنی کے ہاں سے بوتل انیکور منگائی جنہوں نے اُس کو ایک آنہ واپس دے دیا ۔

پردیسی آپ نے میسرس امیر سنگہ اینڈ کمپنی کے ہاں سے کیوں نہ منگائی

جنٹلمین حضرت اُن کی دوکانیں تو بند ہیں - ہم نے اس وقت یہہ ٹہان لیا تھا - کہ آیندہ سے تین آنے کا ٹھرا منگوا کر موہنہ تیلس لیا کریں گے - اُن کی دوکان پر ولایتی شراب کے زیادہ دام دینے بہت ناگوار معلوم ہوتے ہیں ۔

پردیسی - واہ دوست خوب پھبتی نکالی ۔

جنٹلمین جب اس شغل سے فارغ ہوئے - تو یہ رائے ٹھری - کہ رنڈیوں کے کوٹھوں پر چلنا چاہیئے - یہاں کیا تہا ذرا اشارہ کی ضرورت تھی - بے ناتھ کے بیل کی طرح فوراً چل دئے - یہاں جا وہاں جا غرض کہ تمام شہر کی خاک چھانی - اور ایک بوڑہی نائکہ کو سو روپے کا نوٹ دے کر اس کی گدرائی ہوئی - خوبصورت رنڈی کو ایک گاڑی میں بٹھا کر اپنے مکان کی راہ لی - اور دونوں مہمان رخصتی سلام کر کے اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے - مکان پر آ کے گاڑی والے نے جب آکے کرایہ مانگا - یہاں تو اس وقت نواب بے ملک تھے - اور اُس وقت اتفاق سے صرف ایک آنہ پاس تھا - اس کو جب آنے کہاں سے دیتے - ہرچند سمجھایا کہ صبح آکر کرایہ لے لینا - مگر اُس نے نہ مانا - پھر تو یاروں کو غصہ آگیا - اور دوکان سے ہنٹر لاکر گاڑی والے پر بجانا شروع کیا - اور یہ الفاظ زبان سے نکلے ہی تھے کہ کیوں بدمعاش اسی وقت کرایہ لے گا - کہ چارپائی کے داہنے طرف کی دونوں چولیں ٹوٹ گئیں - اور ہم چارپائی کے نیچے اڑا اڑا اڑا دھڑام

پردیسی - قہ قہ قہ قہ قہ ؟

جنٹلمین خبردار ہنسنا نہیں - ورنہ آدہ سیر اناج کی دہیپ سر پر زیادہ لگ جائے گی - اچھا بندگی ؟

راقم - لعل بریلوی - از مراد آباد

غزل

یہ وقت ہے کوئی ہمیں پوچھتا نہیں
اس بیرخی کا آپ کی ہم کو گلا نہیں

ہم روٹھ جاتے تھے تو مناتے تھے سینکڑوں
یا ہم مناتے ہیں تو کوئی مانتا نہیں

زیور رہتا نہ تھا - نقد تھا حسن شباب تھا
یا نہر تک بھی کھانے کو پیٹ لگا نہیں

آرام فرما کیج پہ پہولوں کی ہو کے تھے
اس ٹاٹ کے سوا کوئی اب بستر نہیں

ہر ماہ سینکڑوں کی اچھالتے تھے جن آہ
پیسہ تک کے دینے کا ہم کو روا نہیں

بنتے تھے جوڑے سینکڑوں پوشاک کے لئے
یا چادرہ ہے اور کوئی پارچا نہیں

مے نوشی کا جو شغل رہا کرتا تھا مدام
ایک قطرہ پانی پینے کا بھی آسرا نہیں

کیا عطر و پھلیل کا ہے ذکر قطعاً یہاں
جلنے تک کا تیل بھی ہائے خدا نہیں

بچہ سے کہاں تلک یہ کہوں اپنا درد و غم
فردوس اس گدائی کی کچھ انتہا نہیں